REGD. No. L.5254

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فون نمبر ۹۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم چہارشنبہ ۹ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ

فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے (ایک آنہ سات پائی سابقہ)

جلد ۵۰/۱۵ | ۲۴ ہجرت ۱۳۴۰ ہش ۲۴ مئی ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۱۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۲۳ مئی بوقت ۸ بجے صبح۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ اس وقت طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

"امریکہ کی تقدیر اُن ممالک سے وابستہ ہے جن سے اس کے دفاعی معاہدے ہیں"

یوم افواج کے ڈنر میں امریکی وزیر افواج کی تقریر

واشنگٹن ۲۳ مئی۔ امریکی وزیر افواج مسٹر ہرجونیز نے پٹس برگ میں مسلح افواج کے سالانہ ڈنر میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ امریکہ کی تقدیر ان ممالک کے ساتھ وابستہ ہے۔ جن سے امریکہ نے دفاعی معاہدے اور سمجھوتے کر رکھے ہیں۔ امن کے تحفظ کے لئے امریکی مسلح افواج کی ذمہ داریوں پر زور دیتے ہوئے وزیر افواج نے کہا کہ امریکہ کی مسلح طاقت سلامتی اور پائیداری کی ایک ایسی بین الاقوامی فضا کے قیام کے لئے وقف ہے۔ جو عالمی تنازعات کے منصفانہ اور دیانتدارانہ تصفیہ اور سچے اور پائیدار امن کے حصول کی شرط اول ہے۔ انہوں نے کہا امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کی فوجی قوت کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے جارج واشنگٹن کا وہ مقولہ یاد دلایا جس کا مطلب یہ ہے کہ امن کے تحفظ کا مؤثر ترین طریق یہ ہے کہ جنگ کے لئے ہر وقت تیار رہا جائے۔

وزیر فوج نے کہا کہ اس پالیسی کے تحت صدر کینیڈی واضح کر چکے ہیں کہ امریکہ اور اس کے ساتھیوں کو مقامی لڑائیوں نفوذ اور بالواسطہ جارحیت سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ آپ نے کہا ہماری ساتھی قومیں اپنے دفاع کے لئے اجتماعی طور پر اپنے جو وسائل صرف کر رہی ہیں، وہ ان وسائل سے بہت زیادہ ہیں جو امریکہ فوجی امداد کے پروگرام کے تحت مہیا کر رہا ہے۔

طوفان زدگان کے لئے ۲۶۰۰ خیمے

ڈھاکہ ۲۳ مئی۔ ڈھاکہ میں امریکہ کے قونصل جنرل مسٹر نیت بی کنگ نے مشرقی پاکستان کے گورنر لفٹننٹ جنرل اعظم خاں کو کل ۲۶۰۰ خیمے پیش کئے۔ جنرل اعظم خاں نے اس امدادی تحفہ پر امریکی عوام کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا کہ پچھلا طوفان انتہائی خطرناک تجربہ تھا۔ جس سے صوبہ کا وسیع علاقہ متاثر ہوا۔ اور لاکھوں گھر تباہ ہو گئے۔ انہیں پہلی حالت پر لانے کے لئے بہت سے سرمایہ کی ضرورت ہو گی۔ امریکہ نے پچھلے طوفان کے بعد مشرقی پاکستان کو ایک ہزار خیمے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۲۶۰۰ خیموں کی یہ کھیپ اسی امداد کا ایک حصہ ہے۔ یہ خیمے ان پرائمری سکولوں کے طلباء کو تعلیم دینے کے لئے استعمال کئے جائیں گے۔ جن کی عمارتیں طوفان میں تباہ ہو گئی تھیں۔

آج لاکھوں مسلمان مکہ معظمہ میں فریضہ حج ادا کر رہے ہیں

شاہ سعود کے نام صدر محمد ایوب خاں کا خاص پیغام

کراچی ۲۳ مئی۔ آج صبح (منگل) لاکھوں مسلمان مکہ معظمہ میں فریضہ حج ادا کر رہے ہیں۔ ان میں پاکستان سے آئے ہوئے سولہ ہزار چھ سو عازمین حج شامل ہیں۔ اطلاع ہے کہ پاکستان کے سب حاجیوں کی صحت اطمینان بخش ہے۔ اس بار پاکستانی حاجیوں کو طبی امداد مہیا کرنے کے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں۔ پاکستان کے ساڑھے سولہ ہزار عازمین حج میں وزیر خارجہ مسٹر محمد شعیب، ویسٹ پاکستان کے گورنر مسٹر شجاعت علی حسنی بھی شامل ہیں۔

وزیر خزانہ نے بتایا ہے کہ صدر ایوب نے شاہ سعود کو ایک خاص پیغام بھیجا ہے۔ وزیر خزانہ نے اس پیغام کے مندرجات بتانے سے معذوری ظاہر کی۔ آپ نے کہا میں شاہ سعود کو ذاتی طور پر صدر ایوب کا پیغام پیش کروں گا۔ مسٹر محمد شعیب نے کہا میں شاہ سعود سے بات چیت کے دوران پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات کو مضبوط بنانے کے امکانات کا جائزہ لوں گا۔

دستور کے مطابق کل خانہ کعبہ کے غسل کی رسم ادا کی گئی۔ حرم شریف کو متبرک آب زمزم سے دھویا گیا۔ غسل کعبہ کا فرض شاہ سعود اور دوسرے مسلمان ملکوں کے عمائدین نے انجام دیا۔ اس کے بعد خانہ کعبہ پر نیا غلاف چڑھایا گیا۔

شاہ سعود نے اس موقعہ پر دنیا بھر کے اسلامی ملکوں کے سفیروں اور ممتاز افراد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ماضی میں سامراجیوں نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا کر رکھے تھے۔ لیکن اب ہم متحد ہو گئے ہیں اور باہمی ترقی اور استحکام کے لئے آزادانہ کوششیں جاری رکھ سکتے ہیں۔ شاہ سعود نے کہا جہاں تک سعودی عرب کا تعلق ہے وہ عرب ممالک کے اتحاد کی پوری کوشش کرتا رہے گا۔ آپ نے کہا کہ ہم فلسطین کے عربوں کو ان کے حقوق دلانے کی کوشش جاری رکھیں گے۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی علالت اور درخواست دعا

ربوہ ۲۳ مئی حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری پچھلے دنوں بعارضہ قلب بہت بیمار رہے ہیں۔ اگرچہ اب پہلے کی نسبت آرام ہے اور طبیعت نسبتاً اچھی ہے تاہم کمزوری بہت ہے۔ احباب جماعت کامل صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

درخواستِ دعا

مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین اطلاع دیتے ہیں کہ وہ کافی عرصہ سے معدہ کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مکمل شفا عطا فرمائے۔ (وکالت تبشیر ربوہ)

جلسہ تقسیم اسناد و انعامات

تعلیم الاسلام کالج ربوہ

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا جلسہ تقسیم اسناد و انعامات انشاء اللہ تعالیٰ ۴ جون کو بروز اتوار صبح کے وقت کالج ہال میں منعقد ہو گا گذشتہ سال تعلیم الاسلام کالج سے بی۔ اے بی۔ ایس سی امتحانات پاس کرنے والے طلباء اسناد لینے کے لئے ایک روز قبل ساڑھے پانچ بجے شام ریہرسل میں شریک ہوں اسی طرح انعامات لینے والے طلباء بھی ریہرسل میں حاضر ہوں۔ گاؤن اور ہُڈ امیدوار خود ہمراہ لا دیں گے۔

پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر۔ بی اے ایل ایل بی

عید الاضحی جس تاریخی واقعہ کی یاد میں منائی جاتی ہے وہ اپنے اندر ایک بہت بڑا سبق رکھتا ہے

اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہی قربانی مقبول ہوتی ہے جو بنی نوع انسان کیلئے زندگی کا موجب ہو

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نوٹ:- (یہ نہایت قیمتی مضمون بہت عرصہ ہوا رسالہ نیرنگ خیال لاہور کے ایک سالنامہ میں شائع ہوا تھا)

جسے لوگ عام طور پر عید الضحیٰ کہتے ہیں۔ اس کا اصل نام عید الاضحیٰ یا عید الاضاحی ہے یعنی

قربانیوں کی عید۔

جس طرح اس عید کا غلط نام لوگوں میں مشہور ہے اسی طرح اس عید کا مقصد بھی لوگ بالکل غلط سمجھتے ہیں۔

اس عید کے متعلق حکم ہے کہ عید الفطر کی نسبت جلدی پڑھی جائے یعنی ابھی سورج نیزہ بھر اونچا ہوا ہو تو اس کی نماز شروع ہو جانی چاہیے احمد۔ ترمذی ابن ماجہ نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس عید کے دن نماز اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد ناشتہ تناول فرماتے تھے اور امام احمد کی روایت میں یہ امر زائد ہے کہ کھاتے بھی قربانی کے گوشت سے۔

یہ عید حج کے دوسرے دن ہوتی ہے۔ اور بہت سے مسلمان آج کل اس کی حقیقت صرف اس قدر سمجھتے ہیں کہ قربانیاں کیں اور خوب گوشت کھایا۔ حالانکہ عید اپنے اندر ایک بہت بڑا سبق رکھتی ہے۔ اور

ایک اہم تاریخی واقعہ

کی یادگار ہے۔ جسے میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

ہزارہا سال گذرے بلکہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ تاریخی زمانہ سے بھی پہلے کسی وقت ایک بے برگ و گیاہ جنگل میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں، اسی کے حکم سے ایک معبد بنایا گیا تھا۔ اس کے بنانے والے کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ کون تھا۔ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ وہ معبد قومی اور ملی ہونے کے لحاظ سے دُنیا میں سب سے پہلا معبد تھا۔ کچھ عرصہ تک لوگ اس معبد میں خدا تعالیٰ کا نام لیتے رہے لیکن نہ معلوم کہ کیا تغیرات ہوئے کہ وہ جگہ ویران ہو گئی اور عبادت کرنے والے لوگ پراگندہ ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ کو یہ جگہ پیاری تھی۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ اسے پھر سے آباد کرے۔ اور ہمیشہ کے لئے دُنیا کی ہدایت کا مرکز بنائے۔

اللہ تعالیٰ کے علم سے کونسی چیز مخفی ہو سکتی ہے۔ اس نے اس جگہ کی آبادی کے لئے

ایک ایسا مصفّٰے انسان چُنا

جس کی اولاد نے اپنی نورانی شعاعوں سے آج تک دُنیا کو روشن کر رکھا ہے۔ یہ شخص ایک بُت پرست بلکہ بُت ساز گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اور عراق کے شہر اور کسدیم کا رہنے والا تھا۔ اس کے خاندان کے لوگوں کا گذارہ ہی بُتوں کے چڑھاووں اور بُت فروشی پر تھا۔ والد بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ اور چچا کی آغوش میں پلا تھا۔ جس نے اس کے ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیٹوں کے ساتھ اسے بھی بُت فروشی کے کام پر لگا دیا حقیقت سے ناآشنا چچا کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس دل کو

خالق کون و مکان

چُن چکا ہے اُس میں بتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔

پہلے ہی دن ایک امیر گاہک جو اپنی عمر کی انتہائی منزلیں طے کر رہا تھا اور تھا بھی مالدار بُت خریدنے کے لئے آیا۔ بُت فروش چچا کے بیٹے خوش ہوئے کہ آج اچھی قیمت پر سودا ہو گا بوڑھے امیر نے ایک اچھا سا بُت چُنا اور قیمت دینے ہی لگا تھا کہ اس بچہ کی توجہ اس گاہک کی طرف ہوئی اور اس سے سوال کیا کہ میاں بوڑھے تم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو۔ تم اس چیز کو کیا کرو گے؟

اس نے جواب دیا کہ گھر لے جاؤں گا۔ اور ایک صاف اور مطہر جگہ میں رکھ کر اس کی عبادت کروں گا۔

یہ سعید بچہ

اس خیال پر اپنے جذبات کو نہ روک سکا۔ اور پوچھا۔ تمہاری عمر کیا ہو گی؟ اس نے اپنی عمر بتائی اور اس بچہ نے نہایت حقارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا کہ تم اتنے بڑے ہو اور یہ بُت تو ابھی چند دن ہوئے میرے چچا نے بنوایا ہے کیا تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے شرم نہ آئے گی؟

نہ معلوم اس بوڑھے کے دل پر توحید کی کوئی چنگاری گری یا نہ گری۔ لیکن اس وقت اس بُت کا خریدنا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ اور وہ بُت وہیں پھینک کر چلا گیا۔

اس طرح ایک اچھے گاہک کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر بھائی سخت ناراض ہوئے اور اپنے باپ کو اطلاع دی۔ جس نے اس بچہ کی خوب خبر لی۔ یہ پہلی تکلیف تھی جو اس پاکباز ہستی نے توحید کے لئے اٹھائی۔ مگر باوجود چھوٹی عمر اور کمسنی کے زمانہ کے یہ سزا جوش توحید کو سرد کرنے کی بجائے اسے اور بھی بھڑکانے کا موجب ہوئی سزا نے فکر کا دروازہ کھولا اور فکر نے

عرفان کی کھڑکیاں کھولدیں

یہاں تک کہ بچپن کی طبعی سعادت، جوانی کا پختہ عقیدہ بن گئی۔ اور آخر اللہ تعالیٰ کا نور ذہنی نور پر گر کر الہام کی روشنی پیدا کرنے کا موجب ہو گیا اس نوجوان کا نام ابرام تھا جو بعد میں ابراہام یا ابراہیم بن گیا۔

جب خاندان کے لوگ اس کی توحید کی تعلیمات سے تنگ آ گئے تو انہوں نے اسے مشرک حکومت کے سامنے پیش کیا اور حکومت اور امراء نے طرح طرح کے ظلم اس پر توڑے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے پیارے وطن کو خیرباد کہہ کر کنعان کی سرزمین میں جو اس وقت فلسطین کا حصہ ہے آکر آباد ہونا پڑا۔ یہاں بھی تبلیغ توحید کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن ابھی تک یہ مقصد ظاہر نہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کیوں اور کس غرض سے اس دور دراز ملک میں لایا ہے؟

حضرت ابراہیمؑ

اور ان کی بیوی سارہ بھی (جو اس وقت "سری" کہلاتی تھی۔ جس طرح ان کے خاوند اس وقت ابرام کہلاتے تھے) عرصہ تک اس ملک میں رہے لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی نہ بیٹا نہ بیٹی۔ آخر "سری" نے ابراہیمؑ سے کہا کہ ہمارے ہاں اولاد نہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس لونڈی کو جو مصر کے بادشاہ نے ہماری خدمت کے لئے دی ہے تو اپنی بیوی بنا

شاید اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں اولاد عطا کرے۔ یہ نیک اور پاکباز عورت جسے "سری" نے لونڈی کہا در حقیقت شاہ مصر کے خاندان کی ایک لڑکی تھی اور اس نے ابراہیمؑ کی معجزانہ طاقتوں کو دیکھ کر ان کی دعاؤں کے حصول کی غرض سے ان کی خدمت کے لئے اسے ساتھ کر دیا تھا اور اس کا نام ہاجرہؓ تھا۔ ابرام نے اپنی بیوی کی اس بات کو قبول کر کے ہاجرہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اور خدا تعالیٰ نے بڑھاپے میں ابرام کو ایک لڑکا دیا جس کا نام اس نے اسمٰعیلؑ رکھا۔ یعنی خدا نے ہماری دعا سن لی اس بیٹے کی پیدائش پر خدا تعالیٰ نے ابرام کا نام ابراہام کر دیا۔ کیونکہ اسے نسل کی فراوانی اور

آسمانی برکت کا وعدہ

دیا گیا تھا۔ ابراہام کا تلفظ عربی زبان میں ابراہیم ہے۔ اس وجہ سے عبرانی لوگ انہیں ابراہام اور عرب ابراہیم کہتے ہیں۔

"سری" جس نے خوشی سے ابراہیمؑ کو ہاجرہؓ کے بیوی بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ ہاجرہؓ کے بچہ جننے پر کچھ دلگیر ہوئی اور اس نے ہاجرہ اور اس کے بچہ کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ ابراہیمؑ کے دل پر قدرتاً اس کی تکلیف کا اثر ہوا۔ لیکن بیوی کی سابقہ خدمات اور اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ کچھ نہ کہہ سکے۔ بلکہ کہا تو یہی کہ ہاجرہؓ تمہاری لونڈی ہے۔ تم جس طرح چاہو اس سے سلوک کرو۔ آہ ابراہیمؑ کو کیا معلوم تھا کہ یہ سب سامان کسی اور ہی غرض کے لئے ہیں۔ اور یہ سب واقعات ابراہیمؑ کے ترک وطن کی کڑیاں ہیں۔

ان ہی ایام میں جب اسمٰعیل کچھ بڑے ہو گئے تھے۔ اور اپنے والد کے ساتھ دوڑ دوڑ کر چلا کرتے تھے

ابراہیمؑ نے ایک خواب دیکھا

جو یہ تھا کہ وہ اسمٰعیل کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں انسانوں کی قربانی کا عام رواج تھا اور اسے خدا تعالیٰ کے فضل کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ ابراہیمؑ نے بھی خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ میرے اخلاص کا امتحان لیتا ہے

اور جھٹ اپنے بڑھاپے کی اولاد کو قربان کرنے کو تیار ہوگئے۔ اور بچہ سے محبت کے ساتھ پوچھا کہ تیری مرضی کیا ہے۔

بچہ گو چھوٹا تھا مگر نورِ نبوت اس کی پیشانی سے چمک رہا تھا۔ نیک باپ کی تربیت کی وجہ سے گو ابھی مذہب کی باریکیاں نہ سمجھ سکتا ہو۔ لیکن اس قدر جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہیں ٹالنا چاہیئے۔ جھٹ بولا جس طرح چاہو اللہ کے حکم کو پورا کرو۔

باپ نے آنکھوں پر پٹی باندھی اور بیٹے ذبح کرنے لگا۔ مگر

خواب کا مطلب

در حقیقت کچھ اور تھا۔ اور اس کی تعبیر کسی اور طرح ظاہر ہونے والی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پھر الہام کیا کہ بس اب جانے دے۔ ہم اس بچہ کی نسل کے ذریعہ سے انسانوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ تو اسے مارتا ہے۔ تیرا اخلاص ثابت ہوگیا۔ اب اس وقت اس کے بدلہ میں صرف ایک بکرا ذبح کردے۔

کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے "سری" کو بھی ایک بیٹا دیا۔ اس کا نام اسحٰق رکھا گیا جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا نے اس کے ذریعہ سے ابراہیم کے خاندان کو ہنسایا۔ اسحٰق کی پیدائش پر "سری" کا نام "سرہ" رکھا گیا۔ جسے عربی تلفظ میں "سارہ" کہتے ہیں۔ اور "ہ" اس لئے بڑھائی گئی کہ عبرانی میں یہ ترقی اور برکت کی علامت ہے، اسحٰق کی پیدائش کا یہ اثر ہوا کہ سارہؓ ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ سے اور زیادہ رنجیدہ رہنے لگیں اور آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ خدا تعالیٰ اس غرض کو پورا کرے جس کے لئے ابراہیمؑ کو کسدنامی قوم کے اُور سے نکال کر فلسطین میں لایا گیا تھا اور اس قربانی کا مطالبہ کرے۔ جس کی خبر ابراہیمؑ کو پہلے رؤیا میں دی گئی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور اس کے معصوم اور چھوٹے بچے اسمٰعیلؑ کو دور جنگل میں فلاں مقام پر جا کر چھوڑ آؤ۔ اب ابراہیمؑ کو معلوم ہوا کہ اس رؤیا کی تعبیر کیا تھی جو انہوں نے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے متعلق دیکھی تھی۔ اور اپنی بیوی اور بچہ کو

بے آب و گیاہ بیابان

میں چھوڑ آنے کے لئے تیار ہوگئے۔ جہاں انہیں چھوڑ کر آنا ظاہری حالات میں قتل کرنے کے مترادف تھا۔ جب اس جگہ پہونچے تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی نہ کوئی عمارت تھی نہ کوئی آبادی اور نہ پانی تھا۔ نہ کھانے کا کوئی سامان۔ اور پھر لطف یہ کہ سو سو میل تک بھی آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ پس انہیں یقین تھا کہ اسی میں سب بہتری ہے۔ اور سمجھتے تھے کہ وہ جو خواب دیکھا تھا کہ اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں وہ درحقیقت یہی قربانی تھی۔ اس طرح ایسے غیر آباد میدان میں جس میں کھانے کو سبزہ تک اور پینے کو کھاری پانی تک نہ تھا۔ بچہ کو چھوڑ کر جانا اسے اپنے ہاتھوں قتل کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ مگر اب وہ حکمت بھی ان پر ظاہر ہوگئی۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا بچہ یہاں چھوڑ جانے کا حکم دیا تھا اور وہ حکمت اس قدیم معبد کی آبادی تھی جسے خدا تعالیٰ اسمٰعیلؑ اور ان کی اولاد کے ذریعہ دنیا کے فائدہ کے لئے دوبارہ آباد کرنا چاہتا تھا

آخر جدائی کا وقت آگیا

ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ کھجوروں کا پاس رکھ کر حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچہ کو یقینی موت کے سپرد کرکے واپس چلے گئے مگر بشریت کے تقاضے کے ماتحت کچھ ایسے آثار ظاہر ہوئے کہ گو ہاجرہؓ اس تجویز سے بالکل غافل تھیں۔ ان کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ اور اپنے خاوند کے پیچھے روانہ ہوئیں اور پاس پہنچکر پوچھا۔ ابراہیم ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر جس میں نہ آدمی ہے نہ کوئی اور چیز کہاں جا رہے ہو؟ جذبات غم کی شدت کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور ہاجرہ بار بار اس فقرہ کو دہراتی رہیں۔ آخر تنگ آکر ہاجرہ نے کہا۔ کیا آپ کو اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ اس پر ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ہاں۔ حضرت ہاجرہ آخر ابراہیم کی بیوی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ تھیں۔ اس جواب کے بعد کب شکایت کر سکتی تھیں۔ جرأت اور دلیری سے جواب دیا تب بے شک آپ چلے جائیں۔ جب خدا نے حکم دیا ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر واپس لوٹ آئیں اور بچہ کو بہلانے میں مشغول ہوئیں۔ ابراہیمؑ جب نظروں سے اوجھل ہوئے تو بیوی اور بچہ کی محبت اور اس بیابان میں چھوڑ کر جانے کے خیال نے دلی جذبات کو ابھار دیا۔ اور دل بھر آیا۔ بچہ چونکہ دیکھ نہیں رہے تھے۔ اب دلی جذبات کے اظہار میں کچھ حرج نہیں تھا۔ قدیم معبد کے گرے ہوئے آثار کی طرف منہ کیا اور جذبات سے معمور دل کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:۔

"اے ہمارے رب میں نے تیرے حکم کے ماتحت اپنی اولاد میں سے ایک کو ایسی وادی میں جس میں کھیتی تک نہیں اُگ رہی، سبزہ تک پیدا ہونا ممکن نہیں، تیرے مقدس معبد کے پاس چھوڑا ہے۔ اے میرے رب! تاکہ وہ نماز کو قائم کریں۔ پس اے خدا لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کہ وہ انکی طرف مائل ہوں ۔۔۔ لئے مہیا کردے تاکہ وہ تیری قدرت کا مشاہدہ کرکے تیرے فضل پر شکر کریں اے میرے رب تو اسے بھی جانتا ہے جسے ہم چھپاتے ہیں اور اسے بھی جسے ہم ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ سے زمین و آسمان کی کونسی بات پوشیدہ ہو سکتی ہے۔"

یہ دعا کرکے مطمئن دل کے ساتھ ابراہیمؑ تو گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور

ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ

اس بیابان میں اکیلے رہ گئے۔

مشکیزہ بھر پانی اور تھیلی کھجوروں کی کب تک ساتھ دیتے۔ آخر یہ چیزیں ختم ہوگئیں۔ اور بھوک پیاس نے ان غریب الوطنوں کو ستانا شروع کیا۔ ماں میں قوت برداشت زیادہ تھی مگر بچہ نڈھال ہوگیا۔ اور اس کی تکلیف دیکھنے کی برداشت نہ پاکر ماں ادھر ادھر دوڑنے لگی۔ کہ شاید کہیں سے غذا یا پانی دستیاب ہو۔ پاس کوئی آبادی تو تھی نہیں۔ ساری امید اسی پر تھی کہ کوئی بھولا بھٹکا قافلہ نظر آجائے۔ تو اس سے مدد لے۔ پاس ہی دو خشک پہاڑیاں تھیں۔ دوڑ کر پہلے ایک پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھا۔ پھر دوسری پر چڑھ کر دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔ پھر پہلی پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اور اس کے بعد پھر دوسری پر۔ اسی طرح سات بار عمل کیا تھا۔ کہ الہام ہوا اور فرشتے کی آواز نے کہا جا تیری قربانی قبول ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے تیری فریاد سن لی۔ زمزم کا چشمہ جس کا دہانہ بند تھا تیرے لئے اور تیرے بیٹے کے لئے رواں کر دیا۔ واپس آئیں تو دیکھا کہ واقعی چشمہ رواں ہے۔ بچہ کو پانی پلایا اور خود پیا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان اور بھی تازہ ہوگیا۔ پانی کا تو یوں انتظام ہوا کھانے کا خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کردیا۔ کہ قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ راستہ بھول کر وہاں پہونچا۔ چونکہ پانی ان کے پاس ختم ہو چکا تھا اور ہمیشہ اس راستے پر پانی کی تکلیف ہوتی تھی۔ ان سے اجازت لے کر ایک مستقل پڑاؤ اس جگہ پر انہوں نے بنالیا۔ اس طرح اس شہر کی بنیاد پڑی جو مکہ کے نام سے مشہور ہے زادہ اللہ شرفہا۔

جب اسمٰعیلؑ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اب جا اور اس مقصد کو پورا کر جس کے لئے اسمٰعیلؑ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں رکھا گیا تھا۔ یعنی ہمارے قدیم معبد کو پھر نئے سرے سے بنا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ پھر اس جگہ آئے اور اسمٰعیلؑ کے ساتھ ملکر اس گھر کو پھر سے تعمیر کیا جو بیت اللہ کہلاتا ہے۔ اور اس طرح اسمٰعیلؑ کی قربانی نے دنیا کی زندگی کی بنیاد ڈالی۔

عید الاضحی اس موقعہ کی یادگار ہے یعنی اس بکرے کی قربانی کے بدلہ میں نہیں جو اسمٰعیلؑ کے بدلہ میں حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کی۔ بلکہ خود [illegible] بیت اللہ کو آباد رکھنے کے لئے کی گئی۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ابراہیمؑ کا اسمٰعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آنا اپنے ہاتھوں قتل کرنے کے مترادف تھا۔ بلکہ حقیقتاً اس سے بھی زیادہ کیونکہ قتل کرنے سے ایک منٹ میں جان نکل جاتی ہے۔ اور اس طرح اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو انہوں نے سسک سسک کر جان دی ہوتی۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسمٰعیلؑ کے قتل کرنے کی رؤیا محض امتحان کے لئے تھی۔ کوئی حقیقت اس کے پیچھے پوشیدہ نہ تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ اس کے لئے تیار ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کردیا۔ حالانکہ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم دیگا۔ جو اپنی ذات میں برا تھا۔ اور جسے یعنی انسانی قربانی کو وہ روکنا چاہتا تھا۔ عقل اور اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ

اس رؤیا کی تعبیر

یہی تھی کہ ایک دن ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے ایسی جگہ ایسے حالات میں چھوڑ کر آئیں گے کہ جہاں ظاہری حالات کے مطابق ان کی موت یقینی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول کرکے ان کے لئے زندگی کے سامان پیدا کر دیگا۔ اور ان کے ذریعہ اس قدیم معبد کو جسے اللہ تعالیٰ دنیا کا آخری معبد بنانا چاہتا تھا آباد کرائے گا۔

اس رؤیا اور اس کی تعبیر سے اللہ تعالیٰ دنیا کو یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ قربانی وہ نہیں جس میں انسان خود ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ دوسری قوموں میں رواج تھا۔ کہ خود مر جاتے یا اپنے عزیزوں کو ذبح کر دیتے تھے۔ بلکہ قربانی یہ ہے کہ انسان اس غرض سے اور اس طرح تکلیف اٹھائے کہ اس کا فائدہ دنیا کو پہونچے۔ خدا تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ لوگ مریں بلکہ اسے یہ پسند ہے کہ لوگ زندہ ہوں۔ وہی قربانی اس کی نظر میں مقبول ہو سکتی ہے۔ جو بنی نوع انسان کی زندگی کا موجب ہو۔ اسی اصل کو ہم بکرا ذبح کرکے عید الاضحی میں تازہ کرتے ہیں۔ حج ابراہیمؑ کی اس دعا کو پورا کرنے کا نشان ہے کہ:۔

"اے ہمارے رب لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں۔ اور ان کے لئے تازہ بتازہ پھل مہیا کر۔"

حج کے دنوں میں اس وادی بے آب و گیاہ میں دنیا بھر کے لوگ جاتے ہیں۔ اور دنیا بھر کی نعمتیں جمع ہوتی ہیں۔ دوسرے سب دنیا کو اس خوشی میں کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے کامل طور پر قبول کیا اور آج اس کا بدلہ انکی اولاد کو مل رہا ہے اور آج تک اس قربانی کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا گھر آباد ہے۔ دنیا قربانی کرتی ہے اور اس طرح گویا اسمٰعیلؑ کے مقصد کے ساتھ اپنے آپکو وابستہ کرتی۔ اور اس سے اپنے اتفاق کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ لیکن کیا آجکل بھی مسلمان عید الاضحی اسی قسم کے جذبات کے ساتھ مناتے ہیں کیا یہ دن ہمارے دلوں میں عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ کرنے کا موجب ہوتا ہے یا ہم [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال

اور

قدرتِ ثانیہ کا پہلا جلوہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

قربِ وفات کے متعلق آخری الہام

حضرت مسیح موعود "پیغام صلح" کی تصنیف میں مصروف تھے کہ ۲۰ رمئی ۱۹۰۸ء کو آپ کو یہ الہام ہوا کہ

الرحیل ثمّ الرحیل والموت قریب۔ یعنی کوچ کا وقت آگیا ہے ہاں کوچ کا وقت آگیا ہے۔ اور موت قریب ہے۔

یہ الہام اپنے اندر کسی تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود نے دانستہ اس کی کوئی تشریح نہیں فرمائی۔ لیکن ہر سمجھدار شخص سمجھتا تھا کہ اب مقدر وقت سر پر آگیا ہے اس پر ایک دن حضرت والدہ صاحبہ نے گھبرا کر حضرت مسیح موعود سے کہا کہ اب قادیان واپس چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو ہم اسی وقت جائیں گے جب خدا لے جائے گا۔ اور آپ بدستور "پیغام صلح" کی تحریر کے لکھنے میں مصروف رہے۔ بلکہ آگے سے بھی زیادہ سرعت اور توجہ کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا بالآخر ۲۵ رمئی کی شام کو آپ نے اس مضمون کو قریباً مکمل کر کے کاتب کے سپرد کر دیا۔ اور عصر کی نماز سے فارغ ہو کر حسب طریق سیر کے خیال سے باہر تشریف لائے۔ ایک کرایہ کی گھوڑا گاڑی حاضر تھی جو فی گھنٹہ مقررہ شرح کرایہ پر منگائی گئی تھی۔ آپ نے اپنے ایک مخلص رفیق شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی سے فرمایا کہ اس گاڑی والے سے کہدیں اور اچھی طرح سے سمجھا دیں کہ اس وقت ہمارے پاس صرف ایک گھنٹہ کے کرایہ کے پیسے ہیں وہ ہمیں صرف اتنی دور لے جائے کہ ہم اس وقت کے اندر اندر ہوا خوری کر کے گھر واپس پہنچ جائیں۔ چنانچہ اسی کی تعمیل کی گئی اور آپ تفریح کے طور پر چند میل پھر کر واپس تشریف لے آئے۔ اس وقت آپ کو کوئی خاص بیماری نہیں تھی۔ صرف مسلسل مضمون لکھنے کی وجہ سے کسی قدر ضعف تھا اور غالباً آئندہ والے حادثہ کے مخفی اثر کے تحت ایک گونہ ربودگی اور انقطاع کی کیفیت طاری تھی۔ آپ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا فرمائیں اور پھر تھوڑا سا کھانا تناول فرما کر آرام کے لئے لیٹ گئے۔

وصالِ اکبر

کوئی گیارہ بجے رات کا وقت ہوگا کہ آپ کو پاخانہ جانے کی حاجت محسوس ہوئی۔ اور آپ اٹھ کر رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کو اکثر اسہال کی تکلیف ہو جایا کرتی تھی۔ اب بھی ایک دست آیا۔ اور آپ نے کمزوری محسوس کی۔ اور واپسی پر حضرت والدہ صاحبہ کو جگایا اور فرمایا کہ مجھے ایک دست آیا ہے۔ جس سے بہت کمزوری ہو گئی ہے وہ فوراً اٹھ کر آپ کے پاس بیٹھ گئیں اور چونکہ آپ کو پاؤں دبانے سے آرام محسوس ہوا کرتا تھا۔ اس لئے آپ کی چارپائی پر بیٹھ کر پاؤں دبانے لگ گئیں۔ اتنے میں آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور آپ رفع حاجت کیلئے گئے اور جب اس دفعہ واپس آئے تو اس قدر ضعف تھا کہ آپ چارپائی پر لیٹتے ہوئے اپنے جسم کو سہار نہیں سکے۔ اور قریباً بے سہارا ہو کر چارپائی پر گر گئے اس پر حضرت والدہ صاحبہ نے گھبرا کر کہا "اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے؟" آپ نے فرمایا "یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا" یعنی اب مقدر وقت آن پہنچا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا مولوی صاحب (یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحب جو آپ کے خاص مقرب ہونے کے علاوہ ایک نہایت ماہر طبیب تھے) کو بلوا لو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ محمود (یعنی ہمارے بڑے بھائی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب) اور میر صاحب (یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب جو حضرت مسیح موعود کے خسر تھے) کو جگا دو چنانچہ سب لوگ جمع ہو گئے اور بعد میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی بلوا لیا گیا۔ اور علاج میں جہاں تک انسانی کوشش ہو سکتی تھی وہ کی گئی مگر خدائی تقدیر کو بدلنے کی کسی شخص میں طاقت نہیں۔ کمزوری لحظہ بہ لحظہ بڑھتی گئی اور اس کے بعد ایک اور دست آیا جس کی وجہ سے ضعف اتنا بڑھ گیا کہ نبض محسوس ہونے سے رک گئی۔ دستوں کی وجہ سے زبان اور گلے میں خشکی پیدا ہو گئی۔ جس کی وجہ سے بولنے میں تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ مگر جو کلمہ بھی اس وقت آپ کے منہ سے سنائی دیتا تھا وہ ان تین لفظوں میں محدود تھا۔ "اللہ۔ میرے پیارے اللہ" اس کے سوا کچھ نہیں فرمایا صبح کی نماز کا وقت ہوا تو اس وقت جبکہ خاکسار مؤلف بھی پاس کھڑا تھا نحیف آواز میں دریافت فرمایا "کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟" ایک خادم نے عرض کیا ہاں حضور ہو گیا ہے۔ اس پر آپ نے بستر کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیت باندھی مگر اس دوران میں بیہوشی کی حالت ہو گئی۔ جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا "کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟" عرض کیا گیا ہاں حضور ہو گیا ہے۔ پھر دوبارہ نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی۔ اس کے بعد نیم بیہوشی کی کیفیت طاری رہی۔ مگر جب کبھی ہوش آتا تھا وہی الفاظ "اللہ۔ میرے پیارے اللہ" سنائی دیتے تھے۔ اور ضعف لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جاتا تھا۔ آخر دس بجے صبح کے قریب نزع کی حالت پیدا ہو گئی۔ اور یقین کر لیا گیا کہ اب بظاہر حالات بچنے کی کوئی صورت نہیں اس وقت تک حضرت والدہ صاحبہ نہایت صبر اور برداشت کے ساتھ دعا میں مصروف تھیں اور سوائے ان الفاظ کے اور کوئی لفظ آپکی زبان پر نہیں آیا تھا کہ "خدایا! ان کی زندگی دین کی خدمت میں خرچ ہوتی ہے۔ تو میری زندگی بھی ان کو عطا کر دے۔" لیکن اب جبکہ نزع کی حالت پیدا ہو گئی تو انہوں نے نہایت درد بھرے الفاظ سے روتے ہوئے کہا۔ "خدایا! اب یہ تو ہمیں چھوڑ رہے ہیں لیکن تو ہمیں نہ چھوڑیو۔" آخر ساڑھے دس بجے کے قریب حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دو لمبے لمبے سانس لئے اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے ابدی آقا اور محبوب کی خدمت میں پہنچ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

وفات پر اپنوں اور بیگانوں کی حالت

جماعت کے لئے یہ فوری دھکا ایک بڑے بھاری زلزلہ سے کم نہیں تھا۔ کیونکہ اول تو باوجود ان الہامات کے جو حضرت مسیح موعود کو اپنی وفات کے متعلق ایک عرصہ سے ہو رہے تھے اور جو وفات سے چند روز قبل بہت زیادہ کثرت اور بہت زیادہ وضاحت کے ساتھ ہوئے جماعت کے لوگ اس عاشقانہ محبت کی وجہ سے جو انہیں آپکے ساتھ تھی اس صدمہ کے لئے تیار نہیں تھے دوسرے آپ کی وفات مرض الموت کے مختصر ہونے کی وجہ سے بالکل اچانک واقع ہوئی تھی اور بیرونجات کے احمدی تو الگ رہے خود لاہور کے اکثر دوست آپ کی بیماری تک سے مطلع نہیں ہونے پائے تھے کہ اچانک ان کے کانوں میں آپ کے وصال کی خبر پہنچی اس خبر نے جماعت کو گویا غم سے دیوانہ کر دیا۔ اور دنیا ان کی نظر میں اندھیر ہو گئی۔ اور گو ہر دل غم سے پھٹا جاتا تھا اور ہر آنکھ اپنے محبوب کی جدائی میں اشکبار تھی اور ہر سینہ سوزشِ ہجر سے جل رہا تھا مگر جو لوگ حضرت مسیح موعود کے خاص تربیت یافتہ تھے اور جماعت کی ذمہ داری کو سمجھتے تھے اور وقت کی نزاکت کو پہچانتے تھے وہ اپنے دلوں کے جذبات کو روکے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر ان کے ہاتھ کام میں لگے ہوئے تھے۔ دوسرے لوگوں میں سے اکثر ایسے تھے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے تھے اور بعض تو اس بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ ان کا پیارا امام۔ ان کا محبوب آقا۔ ان کی آنکھوں کا نور۔ ان کے دل کا سرور۔ ان کی زندگی کا سہارا۔ انکی ہستی کا چمکتا ہوا ستارا ان سے واقعی جدا ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ جو تاریں بیرونی جماعتوں کی اطلاع کے لئے لاہور سے دی گئی تھیں اور استدعا کی گئی تھی کہ لوگ جنازہ کے لئے فوراً قادیان پہنچ جائیں۔ انہیں بھی اکثر لوگوں نے جھوٹ سمجھا اور گو وہ قادیان آئے مگر صرف احتیاط کے طور پر آئے اور اس خیال سے آئے کہ جھوٹ کا پول کھولیں۔ دوسری طرف جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر شہر تک پہنچی تو ایک آن واحد میں لاہور کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک بجلی کی طرح پھیل گئی۔ اور پھر ہماری آنکھوں نے مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے وہ نظارہ دیکھا جو ہمارے مخالفوں کے لئے قیامت تک ذلت اور کمینگی کا داغ رہے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات سے نصف گھنٹہ کے اندر اندر وہ لمبی اور فراخ سڑک جو ہمارے مکان کے سامنے تھی شہر کے بدمعاش اور

لوگوں سے بھر گئے اور ان لوگوں نے ہمارے سامنے کھڑے ہو کر خوشی کے گیت گائے اور مسرت کے ناچ ناچے اور شادمانی کے نعرے لگائے اور فرضی جنازہ بنا بنا کر نمائشی ماتم کے جلوس نکالے۔ ہماری غمزدہ آنکھوں نے ان نظاروں کو دیکھا اور ہمارے زخم خوردہ دل سینوں کے اندر خون ہو ہو کر رہ گئے مگر ہم نے ان کے اس ظلم پر صبر سے کام لیا اور اپنے سینوں کی آہوں تک کو دبا کے رکھا۔ اس لئے نہیں کہ یہ ہماری کمزوری کا زمانہ تھا کیونکہ ایک کمزور انسان بھی موت کے منہ میں کود کر اپنی غیرت کا ثبوت دے سکتا ہے بلکہ اس لئے کہ خدا کے مقدس مسیح نے ہمیں یہی تعلیم دی تھی کہ:۔

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا ہے محتاج باران بہار

اور ہم اپنی آنے والی نسلوں کو بھی یہی کہتے ہیں ہاں وہی نسلیں جن کے سروں پر بادشاہی کے تاج رکھے جائیں گے کہ جب خدا تمہیں دنیا میں طاقت دے اور تم اپنے دشمنوں کا سر کچلنے کا موقعہ پاؤ اور تمہارے ہاتھ کو کوئی انسانی طاقت روکنے والی نہ ہو تو تم اپنے گزرے ہوئے دشمنوں کے ظلموں کو یاد کر کے اپنے خونوں میں جوش نہ پیدا ہونے دینا۔ اور ہمارے کمزوری کے زمانہ کی لاج رکھنا تا لوگ یہ نہ کہیں کہ جب یہ کمزور تھے تو دشمن کے سامنے دب کر رہے اور جب طاقت پائی تو انتقام کے ہاتھ کو لمبا کر دیا بلکہ تم اس وقت بھی صبر سے کام لینا اور اپنے انتقام کو خدا پر چھوڑنا کیونکہ وہی اس بات کو بہتر سمجھتا ہے کہ کہاں انتقام ہونا چاہیئے اور کہاں عفو و درگزر بلکہ میں کہتا ہوں کہ تم اپنے ظالموں کی اولادوں کو معاف کرنا اور ان سے نرمی کا سلوک کرنا کیونکہ تمہارے مقدس آقا نے یہی کہا ہے کہ:۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

"یعنی اے دل تو ان مسلمان کہلانے والوں کا ہر حال لحاظ کر کیونکہ خواہ کچھ بھی ہو آخر یہ لوگ ہمارے محبوب رسول کی محبت کا دعوے کرتے ہیں۔"

بلکہ مسلمانوں پر ہی حصر نہیں تم ہر قوم کے ساتھ عفو اور نرمی کا سلوک کرنا اور ان کو اپنے اخلاق اور محبت کا شکار بنانا کیونکہ تم دنیا میں خدا کی آخری جماعت ہو۔ اور جس قوم کو تم نے ٹھکرا دیا اس کے لئے کوئی اور ٹھکانا نہیں ہوگا۔ اے آسمان گواہ رہ کہ ہم نے اپنی آنے والی نسلوں کو خدا کے مسیح کی رحمت اور عفو کا پیغام پہنچا دیا۔

تکفین و تدفین اور قدرت ثانیہ کا پہلا جلوہ۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے حضرت مسیح موعود کی وفات ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگل بوقت ساڑھے دس بجے صبح ہوئی تھی اسی وقت تجہیز و تکفین [illegible] کی تیاری کی گئی اور جب غسل وغیرہ سے فراغت ہوئی تو تین بجے بعد دوپہر حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ نے لاہور کی جماعت کے ساتھ خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں نماز جنازہ ادا کی اور پھر شام کی گاڑی سے حضرت مسیح موعود کا جنازہ بٹالہ پہنچایا گیا جہاں سے راتوں رات روانہ ہو کر مخلص دوستوں نے اپنے کندھوں پر اسے صبح کی نماز کے قریب بارہ میل کا پیدل سفر کر کے قادیان پہنچایا۔ قادیان پہنچ کر آپ کے جنازہ کو اس باغ میں رکھا گیا جو مقبرہ بہشتی کے ساتھ ہے اور لوگوں کو اپنے محبوب آقا کی آخری زیارت کا موقعہ دیا گیا۔ اور پھر ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو قریباً ۱۲ سو احمدیوں کی موجودگی میں جن میں ایک کافی تعداد باہر کے مقامات سے آئی ہوئی تھی حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود کا وہ الہام پورا ہوا کہ "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق"۔

پہلی بیعت کا نظارہ نہایت ایمان پرور تھا اور لوگ اس بیعت کے لئے یوں ٹوٹے پڑتے تھے جس طرح ایک مدت کا پیاسا پانی کو دیکھ کر لپکتا ہے ان کے دل غم و حزن سے چور چور تھے کہ ان کا پیارا آقا ان سے جدا ہو گیا ہے۔ مگر دوسری طرف ان کے ماتھے خدا کے آگے شکر کے جذبات کے ساتھ سربسجود تھے کہ اللہ تعالے نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں پھر ایک ہاتھ پر جمع کر دیا ہے اور حضرت مسیح موعود کی بتائی ہوئی پیشگوئی پوری ہوئی کہ "میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔

حضرت خلیفہ اول کی بیعت جماعت کے کامل اتحاد کے ساتھ ہوئی جس میں ایک منفرد آواز بھی خلاف نہیں اٹھی۔ اور نہ صرف افراد جماعت نے اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان نے آپ کی خلافت کو تسلیم کیا بلکہ صدر انجمن احمدیہ نے بھی ایک متحدہ فیصلہ کے ماتحت اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کے مطابق حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ منتخب کیا گیا ہے اور ساری جماعت کو آپ کی بیعت کرنی چاہیئے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب حضرت مسیح موعود کے ساتھ کسی قسم کا جسمانی رشتہ نہیں رکھتے تھے اور ان کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے سے ہوا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود کے پرانے دوست اور سلسلہ بیعت میں اول نمبر پر تھے اور اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت اور اخلاق و قابلیت میں جماعت میں ایک لاثانی وجود سمجھے جاتے تھے۔ بیعت خلافت کے بعد جو حضرت مسیح موعود کے باغ متصل بہشتی مقبرہ میں ایک آم کے درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود کے باغ کے ملحقہ حصہ میں تمام حاضر الوقت احمدیوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی نماز جنازہ ادا کی۔ جس میں وقت کا یہ عالم تھا کہ ہر طرف سے گریہ وزاری کی آواز اٹھ رہی تھی۔ نماز کے بعد ۶ بجے شام کے قریب حضرت مسیح موعود کے جسم اطہر کو مقبرہ بہشتی کے ایک حصہ میں دفن کیا گیا۔ اور آپ کے مزار مبارک پر پھر ایک آخری دعا کر کے آپ کے غمزدہ رفیق اپنے گھروں کو واپس لوٹے مگر جو درد بھری یاد خدا کے مقدس مسیح نے اپنے رفیقوں کے دلوں میں چھوڑی تھی وہ ایک نہ مٹنے والی یاد تھی اور آج بھی جبکہ آپ کی وفات پر اکتیس سال کا عرصہ گذر گیا ہے آپ کے ہر دیکھنے والے کے دل کو آپ کی یاد محبت کی تپش سے گرما رہی ہے اور میں نے کبھی آپ کے کسی صحابی کو اس حالت میں نہیں دیکھا کہ آپ کے محبت بھرے ذکر پر اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ اے خدا کے برگزیدہ مسیح! تجھ پر خدا کی بے شمار رحمتیں اور بے شمار سلام ہوں۔ کہ تو نے اپنے پاک نمونے اور اپنی پاک تعلیم سے دنیا میں ایک ایسا بیج بو دیا ہے جو ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کا بیج ہے جس کے ساتھ بہت سے مادی انقلاب بھی مقدر ہیں یہ بیج اب بڑھے گا اور پھولے گا اور پھلے گا اور پھیلے گا اور دنیا کے سب باغوں پر غالب آئے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔

اللھم صل علیہ وعلی مطاعہ محمد وبارک وسلم۔

اکتیس سال گذرے کہ جس کے بعد جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر لاہور میں کیا گیا تھا کسی مخالف کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کسی تعریفی کلمہ کے سننے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی مگر ہر قوم میں سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے اور حق یہ ہے کہ کمینہ مزاج اشد دشمنوں یا ان کے متبعین کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ہر قوم و ملت کے شریف طبقہ نے آپ کے متعلق نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا چنانچہ ہم اس جگہ مثال کے طور پر صرف ایک رائے درج ذیل کرتے ہیں:۔

امرتسر کے غیر احمدی اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر نے لکھا۔

(۱) "وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔ ...

... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو۔ ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو۔ محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے ...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے ...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

(سلسلہ احمدیہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۸۱ تا ۱۹۰)

درخواست دعا

محترم سید فقیر محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ پیشاب کی بندش کا اپریشن محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نے کیا ہے اب حالت بہتر ہو رہی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ پوری صحت عطا فرمائے۔ مکرم سید صاحب موصوف محترم ڈاکٹر نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کے خسر ہیں۔ (قمرالدین [illegible])

وصولی چندہ وقف جدید سال چہارم

مندرجہ ذیل احباب کرام نے چندہ سال چہارم ارسال فرمایا ہے جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظم مال وقف جدید)

- مکرم میاں نسیم حسین صاحب کراچی ۲۲۵-۰۰
- ” چوہدری شریف احمد صاحب وڈاچ ” ۳۰-۰۰
- ” قاضی محمد اسلم صاحب ” ۴-۰۰
- سید مبارک احمد شاہ صاحب کورنگی کراچی ۴-۵۰
- نذیر احمد صاحب سلیم صدر کراچی ۵-۰۰
- خان صفدر علی خانصاحب ” ۳-۰۰
- سب لفٹنٹ شمیم خالد صاحب منورہ ” ۶-۰۰
- بشیر احمد صاحب ڈرہ کور صدر ” ۱۴-۰۰
- نذیر احمد صاحب سلیم جنوبی ” ۵-۰۰
- سید شریف احمد صاحب فیڈرل ایریا ” ۸-۰۰
- نصر اللہ صاحب بٹ ” ۸-۰۰
- فضل رحیم صاحب ” ۳-۵۰
- عبد المومن صاحب منوڑہ ” ۱۲-۰۰
- بی احمد خانصاحب ” ۵-۰۰
- محترمہ زکیہ خاتون صاحبہ ناظم آباد ” ۶-۰۰
- اہلیہ صاحبہ محمد عمر قریشی فیڈرل ایریا ” ۶-۲۵
- مرزا محمد شریف صاحب حقانی لارنس روڈ ” ۶-۰۰
- شیخ بشیر احمد صاحب پیر کالونی ۵-۶
- ایم اے اسد صاحب جنوبی کراچی ۸-۰۰
- مکرم فرخ نسیم صاحبہ منٹگمری ۶-۰۰
- سید احمد صاحب ڈکوٹ نگر پارکر ۶-۲۵
- ” (آمد زمین) ۱۵-۰۰
- مستری اللہ رکھا صاحب واہنڈو گوجرانوالہ ۱۸-۵۰
- چوہدری محمد عبد اللہ صاحب قلعہ سوبا سنگھ ۶-۰۰
- شیخ فتح محمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ ” ۱۲-۰۰
- ڈاکٹر طالب حسین صاحب ” ۱۲-۰۰
- شیخ نذیر احمد صاحب ” ۶-۰۰
- چوہدری عنایت اللہ صاحب ” ۶-۰۰
- شیخ فضل احمد صاحب دکاندار قلعہ صوبا سنگھ ۳-۰۰
- ماسٹر محمد صادق صاحب ” ۶-۰۰
- رشید احمد صاحب ولد لال دین صاحب ” ۲-۰۰
- میاں محمد شفیع صاحب ” ۶-۵۰
- قاضی رشید احمد صاحب چک ۱۳۷ منٹگمری ۷-۵۰
- نیک محمد صاحب بھون ضلع جہلم (بلا تفصیل) ۲۳-۰۰
- استانی محمودہ بیگم صاحبہ مالوکے بھگت ۳-۰۰
- میاں محمد عبد اللہ صاحب ” ۶-۰۰
- قائم دین صاحب ” ۶-۰۰
- محمد اسلم خلد عنایت اللہ صاحب ” ۷-۰۰
- ماسٹر محمد صادق صاحب داتہ زید کا ۸-۰۰
- زینب بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری شیر محمد ” ۶-۰۰
- محمد اسمٰعیل صاحب چک ۱۱۹ دالمیور ۴-۸۷
- قریشی عبد الرحمٰن صاحب بنگلہ ۴۳ سکھر ۸-۰۰
- چوہدری محمد عالم صاحب کھیوہ باجوہ ۶-۰۰
- راجہ احمد الدین صاحب ” ۳-۰۰
- شریف احمد صاحب ننکانہ شیخوپورہ ۶-۵۰
- بابو بشارت احمد صاحب خوشاب ۶-۱۹
- مولوی عبد اللطیف صاحب دار الرحمت غربی ربوہ ۶-۵۰
- اہلیہ صاحبہ ” ” ۶-۳۴
- جمال الدین صاحب کلرک دفتر امانت ۵-۰۰
- ڈاکٹر محمد شفیق صاحب معرفت ہیلتھ ڈیفنس کمپنی ۵-۰۰
- نثار احمد صاحب طالبعلم ” ۲-۰۰
- مولوی عبد الرحیم صاحب منجانب والدین ” ۲۰-۰۰
- ڈاکٹر شریف احمد صاحب دار الرحمت شرقی ربوہ ۱۰-۰۰
- محمد لقمان افضل صاحب چک ۳۵ سرگودھا ۲-۰۰
- غلام نبی صاحب بھوڑو چک ۱۸ شیخوپورہ ۶-۱۹
- مولوی رحمت علی صاحب دھورہ ضلع گجرات ۱۵-۰۰
- چوہدری سلطان علی صاحب ضلع گجرات ۷-۰۰
- اہلیہ صاحبہ ” ۷-۰۰
- نور بیگم صاحبہ ” ۶-۵۰
- غلام احمد صاحب ” ۹-۰۰
- محمد خانصاحب ” ۶-۰۰
- فتح بیگم صاحبہ ” ۶

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں!

عید الاضحیٰ اور قربانی کے ضروری مسائل

(مرتبہ شیخ خورشید احمد)

۱- عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب ہر سال ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو ہوتی ہے

۲- حتی الوسع تمام مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو نماز عید میں شامل ہونا چاہیئے

۳- رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم عید کے دن کو ایک قومی خوشی کی تقریب کے طور پر منایا کرتے تھے اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس دن اپنی ظاہری حالت کے لحاظ سے بھی خوشی کا اظہار کرے لیکن غیر اسلامی رسوم سے اجتناب بہرحال ضروری اور لازمی ہے

۴- عید کے روز غسل کرنا، اچھا لباس پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مسنون ہے۔

۵- رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز عید عموماً کھلے میدان میں ادا فرمایا کرتے تھے لیکن یہ بھی ثابت ہے کہ بعض مواقع پر آپ نے مسجد نبوی میں نماز عید ادا فرمائی

۶- عید الاضحیٰ کی نماز کا وقت چاشت کے ابتدائی حصہ سے شروع ہوتا ہے جبکہ سورج ذرا اونچا ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز عید الفطر کی نسبت جلد ادا کی جائے۔

۷- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جس راستہ سے آپ عید کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ واپسی پر اسے اختیار نہ فرماتے۔ بلکہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیتے تھے۔ نیز آپ ناشتہ نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے۔

۸- نماز عید کے لئے نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت ہی کہی جاتی ہے۔ احباب کو از خود وقت مقررہ پر عید گاہ میں پہنچ جانا چاہیئے۔

۹- نماز عید دو رکعت با جماعت پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس نماز سے پہلے یا بعد میں کوئی نوافل یا سنتیں نہیں پڑھی جاتیں۔

۱۰- نماز عید کے بعد امام خطبہ پڑھتا ہے اسے بھی ضرور سننا چاہیئے۔

۱۱- نماز عید میں تکبیر تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہوتی ہیں۔ جو امام بلند آواز سے کہتا ہے اور ہر دفعہ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتا ہے تمام مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ امام کی اقتداء میں آہستہ آواز میں تکبیر پڑھیں اور ہر تکبیر کے وقت اپنے ہاتھ بھی کانوں تک اٹھائیں

۱۲- نماز عید کی قرأت جہری ہوتی ہے۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں عموماً سورۃ اعلیٰ اور دوسری میں سورۃ غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔

۱۳- عید الاضحیٰ کے دن اور اس کے بعد دو دن تک بلند آواز سے ہر نماز کے بعد تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔ تکبیرات کے مسنون الفاظ یہ ہیں:-

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ یہ تکبیریں دس ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد شروع کر کے ۱۲ ذوالحجہ کو نماز عصر تک پڑھتے رہنا چاہئیں۔

قربانی کے مسائل

۱- نماز عید اور خطبہ کے بعد قربانی کا وقت شروع ہو جاتا ہے یہ قربانی عید کے دن اور اس کے بعد دو دنوں تک یعنی ۱۲ ذوالحجہ تک کی جا سکتی ہے

۲- یہ قربانی اونٹ گائے بکری بھیڑ اور دنبہ کی دی جاتی ہے

۳- قربانی کے جانور کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ وہ کم از کم مسنہ ہو جسے ہمارے ہاں دوندا کہتے ہیں۔ اونٹ عموماً اپنی عمر کے چھٹے سال میں مسنہ ہوتا ہے۔ لیکن گائے اور بکری علی الترتیب تیسرے اور دوسرے سال میں قربانی کے قابل ہوتی ہیں مسنہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دو دانت ٹوٹ کر دوبارہ نکل آئے ہوں

۴- دنبہ کے لئے مسنہ ہونا ضروری نہیں اگر اس کی عمر چھ ماہ ہو جائے تو اسے قربانی کے لئے ذبح کیا جا سکتا ہے

۵- قربانی کا جانور صحیح سالم اور حتی الوسع اچھی صحت کا ہونا چاہیئے۔ بیمار۔ اندھا کانا۔ لنگڑا کان کٹا یا سینگ ٹوٹا ہوا جانور قربان نہیں کرنا چاہیئے۔

۶- قربانی کے گوشت کا ایک حصہ غرباء اور مساکین میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ رشتہ داروں دوستوں اور

ہمسائیوں کو بھجوانا چاہیئے۔ اسے خود بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ قربانی والے جانور کا تمام گوشت اور کھال وغیرہ صرف ان جگہوں پر صرف کرنا چاہیئے۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ کسی اور مصرف میں اسے نہیں لانا چاہیئے۔ حتیٰ کہ قصاب کو بھی جس نے قربانی کا جانور ذبح کیا ہو گوشت کا کچھ حصہ یا کھال بطور اجرت دینا منع ہے۔

بہتر ہے کہ قربانی دینے والا اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا کرتے تھے۔ ویسے کسی دوسرے شخص سے ذبح کروانا بھی جائز ہے

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا چھوٹا لڑکا عزیز حنیف احمد سلمہٗ چند روز سے شدید بیمار ہے احباب جماعت سے صحت عاجلہ وکاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(خاکسار محمود احمد مرزا ہائی سکول کیرواں ضلع ملتان)

۲۔ میرا بھانجا عزیزم محمد ارشد عرصہ سے خونی پیچش سے سخت بیمار ہے۔ تمام بہن بھائی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بچے کو شفاء عطا فرمادے
(خاکسار عزیزہ درخشندہ کالو گرامی چک نمبر ۲ T.D.A)

۳۔ میری اہلیہ بشریٰ بیگم بنت ماسٹر نصراللہ خانصاحب مدرس ودّہ زید کا ضلع سیالکوٹ کئی روز سے تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ دعا کے لئے درخواست ہے۔
(ملک منور احمد کاتب ثنائی پریس سرگودھا)

دعائے نعم البدل — محترم بلاغ الدین صاحب ملک۔ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ داؤد خیل کی بچی امۃ النصیر رشیدہ (عمر ۸ ماہ) مورخہ ۱۲ اپریل بروز اتوار میں وفات پا گئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ ان کو نعم البدل عطا فرمائے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (نادر احمد خان ودہ کینٹ)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری کیلئے شائع کی جا رہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو معہ تفصیل کے ساتھ آگاہ فرمادیں
(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

نمبر ۱۳۲۴۷ — منکہ رفعت احمد غوری ولد محمد اسمٰعیل صاحب غوری قوم مسلم ہندوستانی پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ شریف صوبہ خلافہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۳/۶۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں اور نہ مجھے والدین کی طرف سے کوئی رقم یا ماہانہ مقررہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ اس وقت میری حیثیت ایک طالب علم کی ہے۔ مجھے جو خرچ تعلیمی ملتا ہے اس میں سے میں ماہوار ایک روپیہ پابندی سے چندہ حصہ آمد ادا کروں گا۔ البتہ میری یہ وصیت ہے کہ بوقت وفات جو میری جائیداد ثابت ہو اس کے دسویں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ اختیار دیتا ہوں کہ وہ میری جائیداد سے ۱/۱۰ حصہ کی حد تک رقم وصول کر سکتی ہے
العبد رفعت احمد طالب علم اکالم عثمانیہ یونیورسٹی مقیم یادگیر۔
گواہ شد محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر سیکرٹری مال یادگیر
گواہ شد فیض احمد مبلغ یادگیر ۱۷ ۳/۶۱

نمبر ۱۳۲۴۳ — منکہ ناصرہ بیگم زوجہ مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب انڈیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں اور نہ کوئی اور آمد ہے بلکہ منقولہ جائیداد ہے جو مندرجہ ذیل ہے (۱) زیورات مرکیاں طلائی ایک جوڑی وزن نصف تولہ انعام طلائی نصف تولہ چوڑیاں نقرئی چار عدد پازیب ایک جوڑی وزن۔ چھ چھٹانک سونے کے زیورات کی قیمت بازاری ۱۲۵/۰۰ روپے۔۔۔۔ اور نقرئی کی قیمت ۵۰/۰۰ روپے ہے۔ گویا کل زیورات کی قیمت مبلغ ۱۷۵/۰۰ روپے ہے (۲) حق مہر مبلغ دو سو روپے بذمہ خاوند ہے پس میں اس جائیداد کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں نیز اگر میں کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر کوئی آمد بھی کبھی مجھے ہو تو اس کا دسواں حصہ بھی ادا کروں گی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں حصہ جائیداد کے طور پر کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو بعد وفات وہ رقم حساب مجرا کی جائے گی۔ اس وصیت کی ادائیگی میں میرے کسی رشتہ دار کو حارج ہونے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ تاریخ المرقوم ۱۲ ۳/۶۱
الامۃ ناصرہ بیگم موصیہ
گواہ شد۔ قریشی عطاء الرحمٰن سیکرٹری وصایا۔ لوکل
گواہ شد: مولوی بشیر احمد بانگروی خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۳۲۵۱ — میں غلام رسول ولد صاحب حسین صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۲ء ساکن اوٹکور ڈاکخانہ اوٹکور ضلع محبوب نگر۔ صوبہ آندھرا پردیش۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری اس وقت ماہوار آمد ایک سو روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی
المرقوم تاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء)
العبد غلام رسول اوٹکور ضلع محبوب نگر ۱۰ ۷/۶۰
گواہ شد محمد قاسم احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اوٹکور ضلع محبوب نگر ۱۰ ۷/۶۰
گواہ شد عبدالحمید کارخانہ بیڑی تاج مارک اوٹکور ضلع محبوب نگر۔

نمبر ۱۳۲۵۵ — میں مرزا احمد اللہ بیگ ولد مرزا دلاور بیگ صاحب مرحوم۔ قوم مغل پیشہ ملازمت خانگی عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن مکان لال ٹیکری 6-9-128 Red Hill ڈاکخانہ حیدرآباد۔ ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم ستمبر ۱۹۶۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ والد صاحب مرحوم کی متروکہ اراضی قیمتی تخمیناً دس ہزار روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۴ حصہ یعنی مبلغ اڑھائی ہزار روپیہ کا میں حقدار ہوں۔ جب یہ اراضی فروخت ہو کر میرا حصہ مجھے ملے گا تو بعد ادائی دین مہر جو بچے گا۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں

۲۔ جائیداد غیر منقولہ میں حسب ذیل اشیاء میری ملکیت میں ہیں۔
ا۔ موٹر سائیکل ۵۰۰ قیمتی ڈیڑھ ہزار روپیہ ۱۵۰۰/-
ب۔ سائیکل " ایک صد روپیہ ۱۰۰/-
ج۔ دستی گھڑی " ایک صد روپیہ ۱۰۰/-
اسی طرح مبلغ سترہ سو روپیہ جس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ایکسو ستر روپیہ ہوتے ہیں۔ اسکی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔

۳۔ اس وقت میری ماہانہ آمدنی ایکسو بیس روپیہ (۱۲۰/-) ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ بارہ روپیہ ہر ماہ ادا کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ جو بھی آمدنی ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

نوٹ:۔ میرے ذمہ اپنی اہلیہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ کا حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ قابل ادا ہے۔
العبد:۔ مرزا احمد اللہ بیگ ۱/۹/۶۰
گواہ شد:۔ محمد عبداللہ بی اے ایس سی ایل ایل بی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدرآباد۔
گواہ شد:۔ احمد حسین نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد ۱-۹-۶۰

نمبر ۱۳۲۵۷ :۔ میں بیگم بی زوجہ مولوی فیض احمد مبلغ قوم ریحان پیشہ امور خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن یادگیر ڈاکخانہ یادگیر۔ ضلع گلبرگہ۔ حیدرآباد سٹیٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں
میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے

(۱) حق مہر جوکہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے ۔۔۔ ۲۵۰
(۲) زیور طلائی رنگ وزنی تخمیناً ایک تولہ ۔۔۔ ۱۲۵
(۳) گوشوارہ طلائی " " ۱ " ۔۔۔ ۱۲۵
(۴) انگوٹھی ۲ عدد طلائی وزنی تخمیناً ۶ ماشہ ۔۔۔ ۷۵
کل میزان ۔۔۔ ۶۲۵

میں مبلغ ۶۲۵/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو جائیداد ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں ہاتھ سے کچھ محنت مزدوری کرتی ہوں جس سے مجھے ماہوار اوسط آمدنی ۱۵ روپے ہو جاتی ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ میں ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ فقط والسلام۔ الامۃ:۔ بیگم بی
گواہ شد:۔ فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر خاوند موصیہ

حکومتِ آزاد کشمیر پاکستان کے بین الاقوامی معاہدوں کی پابند نہیں

"پاکستان کے راستے آزاد کشمیر میں اسلحہ درآمد کرنے کی اجازت طلب کی جائے گی" مسٹر کے ایچ خورشید کا اعلان۔

کراچی ۲۳ مئی۔ آزاد کشمیر کے صدر مسٹر کے ایچ خورشید نے کہا ہے کہ ان کی حکومت خود مختار اور ساری ریاست جموں و کشمیر کے عوام کی نمائندہ ہے آپ نے کہا کہ میری حکومت ان بین الاقوامی معاہدوں کی پابند نہیں جو پاکستان نے دوسری طاقتوں سے کر رکھے ہیں۔

آپ نے ایک پریس کانفرنس میں اس امر کا انکشاف کیا کہ میں حکومت پاکستان سے درخواست کروں گا کہ وہ پاکستان کے راستے آزاد کشمیر میں اسلحہ درآمد کرنے کی اجازت دے دے آپ نے اس ذریعہ کا انکشاف نہیں کیا جو آزاد کشمیر کے لئے اسلحہ فراہم کرے گا۔

مسٹر خورشید نے کہا کہ بعض حلقوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ پاکستان جن بین الاقوامی معاہدوں میں شریک ہو چکا ہے آزاد کشمیر بھی انکا پابند ہے یہ غلط فہمی میرے اور پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر کے ایک مشترکہ بیان کے بعد پیدا ہوئی ہے آپ نے کہا کہ میں اس امر کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ آزاد کشمیر کی حکومت آزاد اور خود مختار حکومت ہے۔ اور ہم نے ہمیشہ اپنے ضمیر کے مطابق فیصلے کئے ہیں آپ نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کے سامنے تصفیہ کے لئے پیش ہے اسی لئے اس سے قبل مسئلہ کے اس پہلو پر زور دینے سے گریز کیا گیا ہے

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میری حکومت ریاست جموں وکشمیر کی آزاد حکومت ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادیں اب ختم اور مردہ ہو چکی ہیں اسی لئے اب ہمیں اپنے جائز دعوے کے اعلان سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

مسٹر خورشید نے کہا کہ پاکستان متعدد بین الاقوامی معاہدوں کے علاوہ سیٹو اور سینٹو جیسے دفاعی معاہدوں کا بھی رکن ہے لیکن دفاعی معاہدوں کی شرائط کا اطلاق ہم پر نہیں ہوتا نہ ہی ہمارا علاقہ یا آزاد کشمیر کے سپاہی دفاعی معاہدوں کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

مسٹر خورشید نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ آزاد حکومت کے تعلقات اقوام متحدہ کے ذریعہ قائم تھے جس نے اگست ۴۸ء اور جون ۴۹ء میں کشمیر کے متعلق قراردادیں منظور کی تھیں۔ اقوام متحدہ نے کشمیر کا مسئلہ تین مرحلوں میں حل کرنے کی تجویز پیش کی تھی سب سے پہلا کام جنگ بندی تھا دوسرا مرحلہ ریاست سے بھارتی اور پاکستانی فوجوں کا انخلاء تھا اور آخری مرحلہ میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزاد اور منصفانہ استصواب کے ذریعہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کیا جانا تھا۔

صدر آزاد کشمیر نے کہا کہ تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے جو تین اقدامات تجویز کئے گئے تھے۔ ان تینوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جب جنگ بندی نافذ ہو گئی تو اس کے بعد قدرتی طور پر فوجوں کی واپسی اور استصواب کرانا ضروری تھا۔ مسٹر خورشید نے کہا کہ چونکہ بھارت نے مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کی آخری دو شرائط مسترد کر دی تھیں اس لئے ہم بھی اقوام متحدہ کی قراردادوں کے پابند نہیں۔

ڈھاکہ ۲۲ مئی معلوم ہوا ہے کہ مشرقی پاکستان میں کرنافلی پن بجلی کے منصوبہ کا ۸۰ فی صد کام مکمل ہو چکا ہے۔

اعلانِ نکاح

مکرم مولوی محمد الدین صاحب شاہد مربی سلسلہ آزاد کشمیر کا نکاح ۱۶/۵/۶۱ کو ہمراہ منور جبیں صاحبہ بنت صوبیدار محمد سعید صاحب مبلغ پانچ صد روپیہ حق مہر پر خاکسار نے مسجد احمدیہ منٹگمری میں پڑھا تمام احباب جماعت سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار محمد اجمل شاہد ۱۷/۵/۶۱)

درخواستِ دعا

۱۔ میری دو ہمشیرگان امتہ الحکمت صاحبہ اور بشریٰ بیگم صاحبہ نے امسال بی اے اور ایف اے کے امتحان دئے ہیں۔ دونوں گورنمنٹ گرلز کالج سیالکوٹ کی طالبات ہیں احباب سے درخواست ہے کہ ان کی کامیابی کے لئے دعا فرما دیں۔

(عبدالسلام اختر ایم اے)

۲ مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مبلغ بیرالیون کا چھوٹا بچہ محمد منور بعارضہ بخار و پیچش بیمار ہے احباب بچہ کی صحت یابی و درازی عمر کے لئے دعا فرما دیں۔

(حسن احمد خاں نائب وکیل التبشیر)

جماعت احمدیہ شاہ مسکین کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ کا تیتالیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۳، ۴ جون ۱۹۶۱ء بروز ہفتہ۔ اتوار منعقد ہو گا۔ جس میں سیدنا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن اور اسلام کی تائید میں علماء سلسلہ تقاریر فرمائیں گے۔ اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے حضرات سے جلسہ میں شمولیت کی درخواست ہے۔ رہائش اور خوراک کا انتظام مقامی جماعت کے ذمہ ہے۔

نوٹ۔ ۱) جلسہ بروز ہفتہ ۳ بجے بعد دوپہر شروع ہو گا۔

۲)۔ لاہور اور لائل پور سے تشریف لانے والے دوست ہوکہ منڈی اتر کر براستہ ٹھٹھہ بو کا شاہ مسکین پہنچ سکتے ہیں۔ ہوکہ منڈی سے شاہ مسکین دو میل کے فاصلہ پر ہے۔

(محمد امین شاہ معلم)

۳۔ مکرم ایس۔ کلیم الدین صاحب امینی آف راولپنڈی شہر (Huddersfield) انگلینڈ کے ناک کی بائیں جانب خرابی ہے ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ اپریشن ہو گا۔ ۴/۶/۶۱ کو ۱۰ بجے آپ اپریشن کے لئے جا رہے ہیں احباب جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپریشن کامیاب کرے۔ اور صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

نوٹ:۔ آپ نے سال بھر کے لئے کسی مستحق کے نام خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔

(مینیجر)

مشرقی پاکستان کے احباب کے متعلق اطلاع

خاکسار ۲۰ اپریل کو بذریعہ ہوائی جہاز ڈھاکہ گیا تھا۔ ڈھاکہ کے جلسہ میں شمولیت کے علاوہ جنوبی اور شمالی بنگال کا بھی دورہ کیا مورخہ ۱۸ مئی کو بذریعہ ہوائی جہاز واپس آیا ہوں اس دوران میں ایسٹ پاکستان میں سخت طوفان آئے ہیں اور شدید جانی اور مالی نقصان ہوئے ہیں۔ بہت سے دوست مشرقی پاکستان کے احباب کے بارے میں استفسار کرتے ہیں۔ عرض ہے کہ میری واپسی تک جو اطلاعات موصول ہوئی تھیں ان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ احباب بخیریت ہیں۔ مکانوں وغیرہ کا کچھ نقصان ہوا ہے احباب اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتے رہیں۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری ۲۲/۵/۶۱

ضرورت ہے:۔ ہمیں حقیقۃ الوحی اور انجام آتھم کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ کتب قابل فروخت ہوں تو مطلع کریں۔

(وکیل التبشیر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴